اسلام کی کہانی
شبلی نعمانی کی زبانی

از

الفاروق (مطبوعہ نمبر ۲۵۹)
(شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز)

مرتبہ:

سیّد عطائے مہدی

ملنے کا پتہ:

پاک کتب خانہ اردو بازار راولپنڈی

قیمت 2 روپے

مرکزی انٹرپرائزز گوالمنڈی راولپنڈی۔ فون: ۲۰۸۰۰۴۴۴

کلامِ الٰہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آل عمران ۳ / آیت ۱۹	سچا دین تو خدا کے نزدیک یقیناً اسلام ہے۔
یونس ۱۱ / ۴۷	ہر امت کا ایک رسول ہوتا ہے
النسا ۶ / ۱۷۰	اے لوگو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے رسول محمدؐ دینِ حق کے ساتھ آچکے ہیں۔ پس ایمان لاؤ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے
الاحزاب ۲۱ / ۴۰	محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں ۔
النساء ۵ / ۶۴	اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس واسطے کہ خدا کے حکم سے لوگ اس کی اطاعت کریں۔
النساء ۵ / ۸۰	جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔
مائدہ ۷ / ۹۲	خدا کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور نافرمانی سے بچتے رہو اور اگر تم نے منہ پھیرا تو سمجھ رکھو ہمارے رسول پر بس صاف صاف پیغام پہنچا دینا ہے۔
آل عمران ۴ / ۱۳۲	اور خدا و رسول کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پہ رحم کیا جائے ۔
آل عمران ۳ / ۳۲	اے رسول کہدو کہ خدا اور رسول کی فرمانبرداری کرو پھر اگر یہ لوگ اس سے سرتابی کریں تو سمجھ لیں کہ خدا کافروں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا۔

انفال ۱۰ / ۲۰	اے ایماندارو خدا اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور اس سے منہ نہ موڑو جب تم سن رہے ہو۔
انفال ۱۰ / ۴۶	خدا کی اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم ہمت ہار دوگے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔
آل عمران ۳ / ۳	اے رسول ان سے کہدو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو کہ خدا بھی تم کو دوست رکھے گا اور تم کو تمہارے گناہ بخش دیگا اور خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔
احزاب ۲۱ / ۲۱	تمہارے واسطے تو رسول اللہؐ کا عمل اچھا نمونہ (اسوۂ حسنہ) ہے
النجم ۲۷ / ۴	وہ تو اپنی نفسانی خواہش سے کچھ بولتے ہی نہیں یہ تو بس وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے۔
الحشر ۲۸ / ۷	جو رسول تم کو دے دیں وہ لے لیا کرو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔
الحجرات ۲۶ / ۱۵	سچے مومن تو بس وہی ہیں جو خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے پھر انہوں نے اس میں کسی طرح شک شبہ نہ کیا اور اپنے مال سے اور اپنی جانوں سے خدا کی راہ میں جہاد کیا یہی لوگ سچے ہیں۔
الاعراف ۹ / ۱۵	جو لوگ اس نبی محمدؐ پر ایمان لائے اور اس کی عزت کی اور اس کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ نازل ہوا ہے تو یہی لوگ اپنی دلی مرادیں پائیں گے۔
النساء ۵ / ۵۹	اے ایمان والو خدا کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اور جو تم میں صاحبانِ حکومت ہوں اور اگر تم کسی بات میں جھگڑا کرو پس اگر تم خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس امر میں خدا اور رسول کی طرف رجوع کرو۔
النساء ۵ / ۸۳	اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی خبر آئی تو اسے فوراً مشہور کر دیتے ہیں حالانکہ اگر وہ اس خبر کو رسولؐ یا اولی الامر تک پہنچاتے

تو بیشک جو لوگ ان میں سے اس کی تحقیق کرنے والے ہیں اس کو سمجھ لیتے کہ مشہور کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔

مائدہ ۳/۶ — آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے اس دین اسلام کو پسند کیا۔

آلِ عمران ۸۳/۳ — تو کیا یہ لوگ خدا کے دین کے سوا کوئی اور دین ڈھونڈتے ہیں حالانکہ جو آسمانوں میں ہیں جو زمین میں ہیں سب خوشی خوشی یا زبردستی اطاعت پر مکلف ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

آلِ عمران ۸۵/۳ — اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی خواہش کرے تو اس کا دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔

الشوریٰ ۱۳/۲۵ — اس نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ مقرر کیا جس پر چلنے کا نوح کو حکم دیا تھا اور اسی کی ہم نے تمہارے پاس وحی بھیجی ہے اور اسی کا ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو بھی حکم دیا تھا وہ یہ کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔

کہانی، شبلی کی زبانی

۲۶۶ سب سے پہلے مرحلہ یہ تھا کہ آنحضرتؐ سے جو اقوال و افعال منقول ہیں کلیۃً مسائل کا ماخذ ہو سکتے ہیں یا ان میں کوئی تفریق ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اس بحث پر حجۃ اللہ البالغہ میں ایک نہایت مفید مضمون لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ سے جو افعال اور اقوال مروی ہیں اُن کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو منصبِ نبوت سے تعلق رکھتے ہیں انکی نسبت خدا کا ارشاد ہے کہ ما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنه فانتھوا یعنی پیغمبر جو چیز تم کو دے وہ لے لو اور جس سے روکے اس سے باز رہو۔ دوسری وہ جن کو منصبِ رسالت سے تعلق نہیں چنانچہ ان کے متعلق خود آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا انّما انا بشر اذا امرتم بشیئٍ من دینکم فخذوا به واذا امرتکم بشیئٍ من الرائی فانّما انا بشر۔ یعنی میں آدمی ہوں اس لئے جب میں دین کی بابت کچھ حکم دوں تو اس کو لو اور جب اپنی رائے سے کچھ کہوں تو میں ایک آدمی ہوں۔ [1]

اس کے بعد شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے طب کے متعلق جو کچھ ارشاد

---

[1] اس حدیث کو مولانا مودودی نے بھی اپنے مضمون اسلام کے بنیادی عقائد میں جگہ دی ہے جو نوائے وقت ۲۴/۲/۱۱ میں چھپا ہے۔ قرآن مجید کی آیت ما اٰتکم الرسول جو عمومیت لئے ہوئے ہے کے مقابلہ میں اس حدیث کو جو اس آیت سے بھی متناقض ہے اور آیت ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ سورۃ والنجم پارہ ۲۷ کے بالکل خلاف ہے بنیادی عقائد میں جگہ دینا انصاف طلب ہے۔ ایسی احادیث کے لئے حضور کا متفق علیہ ارشاد ہے۔ اذا جاءکم منّا حدیث فاعرضوا علی کتاب اللہ فما وافق کتاب اللہ فخذوہ وما خالفه فاطرحوہ اوردوہ علینا تہذیب الاحکام الجزء ثانی صفحہ ۱۹۲ کتاب النکاح یعنی جو حدیث قرآن کے موافق نہ ہو وہ ناقابلِ قبول ہے۔ یہ حدیث ترکیب لفظی سے بھی بلاغت پر صحیح نہیں اُترتی جب میں دین کی بابت کچھ حکم دوں تو اس کو لو اور جب اپنی رائے سے کچھ کہوں

(باقی صفحہ پر)

فرمایا یا جو افعال آنحضرتؐ سے عادتاً صادر ہوئے نہ عبادتاً یا اتفاقاً واقع ہوئے نہ قصداً یا جو باتیں حضرتؐ نے مزعومات عرب کے موافق بیان کیں مثلاً ام زرع کی حدیث اور خرافہ کی حدیث یا جو باتیں کسی جزئی مصلحت کے موافق اختیار کیں مثلاً لشکرکشی اور اس قسم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵ سے آگے)

تو تمہیں اختیار ہے لویا نہ لو کے بجائے تو میں ایک آدمی ہوں کا جملہ کسی طرح چھپاں نہیں ہوتا پھر تکرار آدمی کی شروع اور آخر میں عجب ترکیب ہے نبیؐ کی طرف سے دعوئ آدمیت تو ہے دو دفعہ اور دعوئ نبوت وتابع وحی کا تذکرہ نہیں کیونکہ خدا کا حکم ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ - ایسے عمل کے لئے خدا کا ارشاد ہے کیا تم کتاب خدا کی بعض باتوں پر ایمان رکھتے ہو اور بعض سے انکار کرتے ہو۔ لفظ آدمی کے استعمال سے میں غلطی کرسکتا ہوں کے مفہوم کو چھپایا گیا ہے مگر مولانا مودودی نے اپنے مضمون میں واضح کیا ہے کہ بشری کمزوریوں سے بالاتر نہیں۔

حضورؐ کو معصوم ماننے والے تو اس حدیث کو یکسر رد کردیں گے اور جو معصوم نہیں بھی مانتے ان کے غور کے لئے قرآن کی سورہ نساء کی آیت ۶۵ قابل غور ہے کہ اے رسول تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ سچے مومن نہ ہوں گے تاوقتیکہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تم کو اپنا حکم نہ بنائیں پھر بھی نہیں بلکہ جو کچھ تم فیصلہ کردو اس سے کسی طرح دل تنگ بھی نہ ہوں بلکہ خوشی خوشی مان بھی لیں۔

حضورؐ نے جو کچھ دینا تھا وہ دیدیا اور جس سے روکنا تھا روک دیا زمانۂ رسولؐ میں تو ایسے کسی قول کے معنی بھی ہوتے مگر تکمیل دین اور حضورؐ کے وصال کے بعد اس حدیث کا کیا وزن رہ گیا تصریح تو اب یہ ہونی چاہئے تھی کہ وہ کون کون سے حضورؐ نے احکام دیئے ہیں جو دین سے باہر ہیں اور ہماری مرضی پر چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ حالانکہ اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے۔

حضورؐ نے جو کچھ دین کے بارے میں کہا وہ تو واجب ہوگیا اور جو اس کے باہر کہا اور کیا وہ سنت کہلایا اور اس کا اتباع بھی اسی طرح لازم ہے یہ حدیث اتباع سنت پر سے پابندی اٹھالیتی ہے اور اس طرح قرآن کا حکم لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ تمہارے واسطے تو فعل رسولؐ ایک اچھا نمونہ ہے سورۂ احزاب آیت ۲۲ عبث ہوگیا۔

ایک معمولی پیر حاکم مالک بھی اپنے ایک مطاع کو جو یہ دعویٰ کرے کہ کچھ مانوں گا اور کچھ نہ مانوں گا

(باقی صفحہ ۷ پر)

کے بہت سے احکام - یہ سب دوسری قسم میں داخل ہیں۔

۴۶ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے احادیث کے مراتب میں جو فرق بتایا اللہ جس سے کوئی صاحب نظر انکار نہیں کرسکتا اس تفریق مراتب کے موجد دراصل حضرت عمرؓ ہیں کتب سیر اور احادیث میں تم نے اکثر پڑھا ہوگا کہ بہت سے ایسے موقع پیش آئے کہ جناب رسول اللہ نے کوئی کام کرنا چاہا یا کوئی بات ارشاد فرمائی تو حضرت عمرؓ نے اس کے خلاف رائے ظاہر کی مثلاً صحیح بخاری میں ہے کہ جب آنحضرتؐ نے عبداللہ بن ابی کے جنازے پر نماز پڑھنی چاہی تو حضرت عمرؓ نے کہا آپؐ منافق کے جنازے پر نماز پڑھتے ہیں۔

قیدیان بدر کے معاملے میں ان کی رائے بالکل آنحضرتؐ کی تجویز سے الگ تھی صلح حدیبیہ میں انہوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس طرح دب کر کیوں صلح کی جائے
۸۵ اخیر شرط چونکہ بظاہر کافروں کے حق میں زیادہ مفید تھی حضرت عمرؓ کو نہایت اضطراب ہوا معاہدہ ابھی لکھا نہیں جاچکا تھا کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچے اور کہاں اس طرح دب کر کیوں صلح کی جائے انہوں نے سمجھایا کہ رسول اللہؐ جو کچھ کرتے ہیں اسی میں مصلحت ہوگی لیکن حضرت عمرؓ کو تسکین نہیں ہوئی خود رسول اللہ کے پاس گئے اور اس طرح گفتگو کی۔ (سنہ ۶ ہجری)

یا رسول اللہ کیا آپؐ رسول خدا نہیں ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶)

اپنے حلقۂ اطاعت سے خارج کردے گا چہ جائیکہ دلوں کے بھید جاننے والا جس نے اپنی اطاعت کو کلی طور پر اطاعت رسول پر منحصر کردیا ہے۔

قرآن مجید میں کم از کم چوبیس جگہ مطلق اطاعت کا حکم ہے کسی میں استثنار کا شائبہ تک بھی نہیں جن میں سے کچھ آغاز میں نقل کی گئیں۔ چودہ سو سال سے آج تک اس حدیث کے مفہوم کی ایک بھی آیت یا جزو آیت مدعیان حدیث کو نہ مل سکی۔ للتعجب۔

رسول اللہؐ۔ بے شک ہوں
حضرت عمرؓ۔ کیا ہمارے دشمن مشرک نہیں ہیں۔
رسول اللہؐ۔ ضرور ہیں۔
حضرت عمرؓ۔ پھر ہم اپنے مذہب کو کیوں ذلیل کریں۔
رسول اللہؐ۔ میں خدا کا پیغمبر ہوں اور خدا کے حکم کے خلاف نہیں کرتا۔

۴۹۰ ان تمام مثالوں سے تم خود اندازہ کر سکتے ہو کہ حضرت عمرؓ ان باتوں کو منصب نبوت سے الگ سمجھتے تھے ورنہ اگر باوجود اس امر کے علم کے کہ وہ باتیں منصب رسالت سے تعلق رکھتی تھیں ان میں دخل دیتے تو بزرگ ماننا تو درکنار ہم ان کو اسلام کے دائرے سے بھی باہر سمجھتے۔

اس فرق مراتب کے اصول پر بہت سی باتوں میں جو منصب نبوت سے تعلق نہیں رکھتی تھیں اپنی رائیوں پر عمل کیا۔ مثلاً حضرت ابوبکرؓ کے زمانے تک امہات اولاد یعنی وہ لونڈیاں جن سے اولاد پیدا ہو جاتے برابر خریدی اور بیچی جاتی تھیں حضرت عمرؓ نے اس کو بالکل روک دیا۔ آنحضرت نے جنگ تبوک میں جزیے کی تعداد فی کس ایک دینار مقرر کی تھی حضرت عمرؓ نے مختلف ملکوں میں مختلف شرحیں مقرر کیں۔ آنحضرتؐ کے عہد میں شراب کی کوئی خاص حد مقرر نہ تھی حضرت عمرؓ نے اسی کوڑے مقرر کئے۔

۴۴۴ شراب پینے کی جو سزا پہلے مقرر تھی اسکو زیادہ سخت کر دیا یعنی پہلے ۴۰ دُرے مارے جاتے تھے انہوں نے اسی کر دیئے۔

۴۶۸ حضرت عمرؓ کو اس امتیاز مراتب کی جرأت اس وجہ سے ہوئی کہ آنحضرتؐ کے متعدد احکام میں جب انہوں نے دخل دیا تو آنحضرتؐ نے اس پر ناپسندیدگی نہیں ظاہر کی بلکہ متعدد معاملات میں حضرت عمرؓ کی رائے کو اختیار فرمایا اور بعض موقعوں پر تو خود وحی الہٰی نے حضرت عمرؓ کی رائے کی تائید کی۔ قیدیان بدر۔ حجاب ازواج مطہرات نماز برجنازہ منافق ان تمام معاملات میں وحی جو آئی وہ حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق آئی۔

اس تفریق اور امتیاز کی وجہ سے فقہ کے مسائل پر بہت اثر پڑا۔ کیونکہ جن چیزوں میں آنحضرتؐ کے ارشادات منصب رسالت کی حیثیت سے نہ تھے ان میں اس بات کا موقع باقی رہا کہ زمانہ اور حالات موجودہ کے لحاظ سے نئے قوانین وضع کئے جائیں

چنانچہ معاملات میں حضرت عمرؓ نے زمانے اور حالات کی ضرورتوں سے بہت سے نئے نئے قواعد وضع کئے جو آج حنفی فقہ میں بکثرت موجود ہیں برخلاف اس کے امام شافعی کو یہاں تک کد ہے کہ ترتیب فوج تعین شعار تشخیص محاصل وغیرہ کے متعلق بھی وہ آنحضرت کے اقوال کو تشریعی قرار دیتے ہیں اور حضرت عمرؓ کے افعال کی نسبت لکھتے ہیں کہ رسول اللہؐ کے سامنے کسی کے قول و فعل کی کچھ اصل نہیں۔

۴۵۰ فقہ کا فن تمامتر حضرت عمرؓ کا ساختہ و پرداختہ ہے

۴۶۵ فقہ کے جس قدر سلسلے آج اسلام میں قائم ہیں سب کا مرجع حضرت عمرؓ کی ذات بابرکات ہے
فقہ کے جس قدر مسائل حضرت عمرؓ سے بروایت صحیحہ منقول ہیں ان کی تعداد کئی ہزار تک پہنچتی ہے۔ ان میں تقریباً ہزار مسئلے ایسے ہیں جو فقہ کے مقدم اور اہم مسائل ہیں اور تمام مسائل میں آئمہ اربعہ نے ان کی تقلید کی ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ وہمچنیں مجتہدین در رؤس مسائل فقہ تابع مذہب فاروق اعظم اند و ایں قریب ہزار مسئلہ باشد۔ تخمیناً۔ مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ میں یہ مسائل منقول ہیں اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ان کی مدد سے فقہ فاروقی پر ایک رسالہ لکھ کر ازالۃ الخفا میں شامل کر دیا ہے۔

۴۶۲ جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو صحابہ کو بلا کر کہا کہ میں نے دادا کی میراث کے متعلق رائے قائم کی تھی۔ اگر آپ لوگ چاہیں تو اس کو قبول کریں۔ حضرت عثمانؓ نے کہا آپ کی رائے ہم لوگ قبول کریں تب بھی بہتر ہے۔ لیکن ابوبکرؓ کی رائے مانیں تو وہ بڑے صاحب رائے تھے بعض بعض مسائل کے متعلق ان کو مرتے دم تک کاوش رہی اور کوئی قطعی رائے قائم نہ کر سکے۔ اکثر کہا کرتے تھے کہ کاش رسول اللہؐ تین مسئلوں کے متعلق کوئی تحریر قلمبند فرما جاتے۔ کلالہ۔ دادا کی میراث۔ ربا کی بعض اقسام۔

۴۶۳ ورثہ کے بیان میں خدا نے ایک قسم کے وارث کو کلالہ سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن چونکہ قرآن مجید میں اس کی تعریف مفصل مذکور نہیں اس لئے صحابہ میں اختلاف تھا کہ کلالہ میں کون کون ورثاء داخل ہیں۔ حضرت عمرؓ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند بار

؎ ازالۃ الخفا حصہ دوم ص۹۴

جب آنحضرتؐ نے معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجا تو اُن سے استفسار فرمایا کہ کوئی مسئلہ پیش آئے گا تو کیا کروگے انہوں نے کہا کہ قرآن مجید سے جواب دوں گا اور اگر قرآن وحدیث میں وہ صورت مذکور نہ ہوگی تو اجتہاد کروں گا۔

لیکن اس سے یہ استدلال نہیں ہو سکتا کہ ان کی مراد قیاس سے تھی اجتہاد قیاس پر منحصر نہیں ابن حزم داؤد ظاہری وغیرہ سرے سے قیاس کے قائل نہ تھے حالانکہ اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے اور مسائل شرعیہ میں اجتہاد کرتے تھے مسند دارمی میں بسند مذکور ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا معمول تھا کہ جب کوئی مسئلہ پیش آتا تو قرآن مجید کی طرف رجوع کرتے قرآن میں وہ صورت مذکور نہ ہوتی تو حدیث سے جواب دیتے حدیث بھی نہ ہوتی تو اکابر صحابہ کو جمع کرتے اور ان کے اتفاق رائے سے جو امر قرار پاتا اس کے مطابق فیصلہ کرتے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانے تک مسائل کے جواب میں قرآن مجید حدیث اور اجماع سے کام لیا جاتا تھا قیاس کا وجود نہ تھا۔

۴۲۲ حضرت عمرؓ نے ابوموسیٰ اشعری کو قضا کے متعلق جو تحریر بھیجی اس میں قیاس کی صاف ہدایت کی چنانچہ اس کے الفاظ ہیں جو چیز تم کو قرآن اور حدیث میں نہ ملے اور تمکو اسکی نسبت شک ہو اس پر غور کرو اور خوب غور کرو اس کے ہم صورت اور ہم شکل واقعات کو دریافت کرو پھر ان سے قیاس کرو۔

۴۳۷ / ۴۳۸ اسلام کا اصول شعائر اللہ کی تعظیم ہے اسی بنا پر کعبہ اور حجر اسود وغیرہ کے احترام کا حکم ہے۔ لیکن اس کی صورت صنم پرستی سے بہت کچھ ملتی جلتی ہے۔

حضرت عمرؓ نے ایک بار حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر اعلانیہ کہا میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ نقصان بہت سے محدثین نے جہاں حضرت عمرؓ کا یہ قول نقل کیا ہے وہاں یہ روایت بھی اضافہ کی ہے کہ اسی وقت حضرت علیؓ نے اُن کو ٹوکا اور ثابت کیا کہ حجر اسود اس وقت فائدہ اور نقصان دونوں پہنچا سکتا ہے کیونکہ وہ قیامت میں لوگوں کی نسبت شہادت دے گا۔

ایک دفعہ آنحضرتؐ نے ایک درخت کے نیچے لوگوں سے جہاد پر بیعت لی تھی اس بنا پر یہ درخت متبرک سمجھا جانے لگا اور لوگ اس کی زیارت کو آتے تھے حضرت عمرؓ نے یہ دیکھ کر اس کو جڑ سے کٹوا دیا۔

ایک دفعہ سفر حج سے واپس آ رہے تھے راستہ میں ایک مسجد تھی جس میں ایک دفعہ آنحضرتؐ نے نماز پڑھی تھی اس خیال سے لوگ اس کی طرف دوڑے حضرت عمرؓ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اہل کتاب انہی باتوں کی بدولت تباہ ہوئے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی یادگاروں کو عبادت گاہ بنالیا۔

۴۳۶ اسلام نے شرک کو کس زور سے مٹایا لیکن غور سے دیکھو تو قبروں اور مزاروں کے ساتھ عوام تو ایک طرف خواص کا جو طرز عمل ہے اس میں اب بھی کس قدر شرک کا مخفی اثر موجود ہے گو استفادہ عن القبور اور حصول برکت کے خوشنما الفاظ نے ان پر پردہ ڈال رکھا ہے۔

۴۳۷ مقام سرغ میں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہاں وبا (طاعون) کی نہایت شدت ہے حضرت عمرؓ نے واپسی کا ارادہ کیا حضرت ابوعبیدہ نے اس خیال سے کہ جو کچھ ہوتا ہے قضائے الٰہی سے ہوتا ہے نہایت طیش میں آکر کہا کہ قضائے الٰہی سے بھاگتے ہو حضرت عمرؓ نے جواب دیا یعنی ہاں ہم خدا کے حکم سے خدا کے حکم کی طرف بھاگتے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے ان نازک اور مشتبہ مسائل میں جس طرح اصل حقیقت کو سمجھا اور جس جرأت اور دلیری سے اس کو لوگوں کے سامنے ظاہر کیا اس کی نظیر صحابہؓ کے زمانہ میں بہت کم ملتی ہے۔

۴۳۸ نبوت کی حقیقت کی نسبت عموماً لوگ غلطی کرتے آئے ہیں اور اسلام کے زمانے میں بھی یہ سلسلہ بند نہیں ہوا اکثروں کا خیال ہے کہ نبی کا ہر قول و فعل خدا کی طرف سے ہوتا ہے بعضوں نے ہمت کی تو صرف معاشرت کی باتوں کو مستثنیٰ کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ نبی جو حکم منصب نبوت کی حیثیت سے دیتے ہیں وہ بے شک خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ باقی امور وقت اور ضرورت کے لحاظ سے ہوتے ہیں۔ تشریعی اور مذہبی نہیں ہوتے۔

۱۳۵ حضرت عمرؓ نے ہر صیغہ میں جو نئی باتیں ایجاد کیں ان کو مورخین نے یکجا لکھا ہے اور ان کو اولیات سے تعبیر کرتے ہیں چنانچہ ہم ان کے حالات کو انہی اولیات کی تفصیل پر ختم کرتے ہیں کہ اول بآخر نسبتے وارد

بیت المال یعنی خزانہ قائم کیا۔
امیرالمؤمنین کا لقب اختیار کیا۔
فوجی دفتر ترتیب دیا۔
والنٹروں کی تنخواہیں مقرر کیں۔
دفتر مال قائم کیا۔
جیل خانہ قائم کیا۔
درہ کا استعمال کیا
راتوں کو گشت کرکے رعایا کے دریافت حال کا طریقہ نکالا۔
پولیس کا محکمہ قائم کیا
یہ قاعدہ قرار دیا کہ اہل عرب گو کافر ہوں غلام نہیں بنائے جاسکتے۔
قیاس کا اصول قائم کیا۔
نماز تراویح جماعت سے قائم کی۔
فجر کی اذان میں الصلوۃ خیر من النوم کا اضافہ کیا۔
تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جائیں طلاق بائن قرار دیا۔
شراب کی حد کے لئے ۴۰ سے بڑھا کر ۸۰ دُرّے کر دیئے۔
تجارت کے گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کی۔
بنو تغلب کے عیسائیوں پر بجائے جزیہ کے زکوٰۃ مقرر کی
نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر تمام لوگوں کا اجماع کرا دیا۔
مساجد میں وعظ کا طریقہ قائم کیا ان کی اجازت سے تمیم داری نے وعظ کیا اور یہ اسلام میں پہلا وعظ تھا۔
اماموں اور موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔
اس کے علاوہ اور بہت سی ان کی اولیات ہیں جن کو ہم طوالت کے خوف سے نظر انداز کرتے ہیں۔

۴۴۰ حج کے ارکان میں رمل ایک رکن ہے آنحضرتؐ نے اس کا حکم دیا لیکن حضرت عمرؓ نے صاف کہا اب ہم کو رمل سے کیا غرض .... حضرت عمرؓ نے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے رمل کے ترک کا بھی ارادہ کر لیا تھا لیکن پھر حضرتؐ کی یادگار سمجھ کر رہنے دیا۔

نہج البلاغہ میں حضرت علیؑ نے قیاس کرنے والے کے بارے میں فرمایا

اگر کوئی الجھا ہوا مسئلہ اس کے سامنے پیش ہوتا ہے تو اپنی رائے سے اس کے لئے بھرتی کی فرسودہ دلیلیں مہیا کر لیتا ہے اور پھر اس پر یقین بھی کر لیتا ہے اس طرح وہ شبہات کے الجھاؤ میں پھنسا ہوا ہے جس طرح مکڑی خود اپنے ہی جالے کے اندر وہ خود یہ نہیں جانتا تھا کہ اس نے صحیح حکم دیا ہے یا غلط اگر صحیح بات بھی کہی ہو تو اُسے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں غلط نہ ہو اور غلط جواب ہو تو اسے یہ توقع رہتی ہے کہ شاید یہی صحیح ہو۔

کچھ اختلاف مسائل کے بارے میں۔

مفتیوں کا یہ حال ہے کہ ان میں سے ایک کے پاس شرعی حکم کے لئے کوئی مسئلہ آتا ہے تو وہ اپنی رائے سے اس کے بارے میں ایک حکم صادر کر دیتا ہے۔ پھر جب بعینہٖ یہی مسئلہ دوسرے پر وارد ہوتا ہے تو وہ اس کے برعکس حکم صادر کرتا ہے پھر جب سب قاضی اپنے اس امام کے پاس جمع ہوتے ہیں جس نے منصب قضا اس کے سپرد کیا ہے تو وہ سب کی رایوں کو ٹھیک قرار دے کر توثیق کر دیتا ہے حالانکہ ان کا خدا ایک رسولؐ ایک ان کی کتاب ایک ہے۔

کیا انہیں خدا نے اختلاف کا حکم دیا تھا جس کی پیروی کرتے رہے یا اس نے انہیں روکا تھا مگر انہوں نے اس کی نافرمانی کی یا پھر یہ تھا کہ خدا نے اپنا دین نا مکمل نازل کیا تھا اور اب وہ ان سے تکمیل چاہتا ہے یا یہ (مفتی) اس کے شریک ہیں انہیں اختیار حاصل ہے کہ جو چاہیں کہیں اور خدا پر فرض ہے کہ وہ اس پر راضی رہے۔ یا یہ ہے کہ خدا نے تو مکمل دین نازل فرمایا مگر رسول اللہؐ نے معاذاللہ تبلیغ اور تشریح میں کوتاہی فرمائی۔ حالانکہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن میں کوئی بات نہیں چھوڑی دوسرے مقام پر فرماتا ہے کہ قرآن میں ہر چیز کا واضح بیان ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ قرآن کے بعض حصے بعض کی تفسیر کرتے ہیں اور یہ کہ اس میں کسی قسم کا اختلاف

نہیں ہے فرمایا ہے کہ اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف سے آیا ہوتا تو یقیناً اس میں بہت سے اختلافات پاتے یاد رکھو قرآن کا ظاہر دلفریب اور باطن بہت گہرا ہے نہ اس کے عجائب فنا ہو سکتے ہیں اور نہ غرائب ختم ہو سکتے ہیں اور تاریکیوں کا پردہ اسی کے ذریعہ چاک ہو سکتا ہے۔

ملنے کا پتہ

۱۔ پاک کتب خانہ اردو بازار۔ راولپنڈی

۲۔ زیدی بک ایجنسی چوک نواب صاحب لاہور

۳۔ دفتر شہاب ثاقب پشاور

۴۔ مسجد مرتضوی ۲۰۔ فیڈرل ایریا کراچی